International Research Journal of Religious Studies, Vol.:3, Issue: 02,July-Dec 2023 PP: 230-243

OPEN ACCESS
IRJRS
ISSN (Online): 2959-1384
ISSN (Print): 2959-2569
www.irjrs.com

محذوف حروفِ مدہ کا ضبط

ZABT OF MERGED HUROOF E MADDAH

Sara Bano
Phd Research Scholar the university of Lahore.
Email: sarabanosara@gmail.com
https://orcid.org/ 0000-0002-7653-0855

Dr. Anas Nazar
Associate Professor, the university of Lahore.
Email: anasnazar@uol.edu.pk
https://orcid.org/0009-0005-5415-6982

Abstract

Every knowledge of the Qur'an has its own depth and breadth. Likewise, from its textual knowledge Ilm uz Zabt is an important knowledge of Quranic knowledge. Because it is important to know the Qur'an in order to read it properly must have knowledge of the correct rules.On the whole of in the West and the East in general, there are various signs of alamat uz zabt are used in Quran for recitation. Although Ilm uz Zabt is not revealed knowledge but conscientious knowledge, it is still advisable to follow some rules of every knowledge, so it is better to follow its rules in everything related to that knowledge.In the Arabic and African countries, the use of symbols in general is generally used only for the purpose of language, the syntax, while in the Eastern countries the most common form and pronunciation is observed.So, some properties of the Ottomanic writing require specific rules.Consequently, the writing of alphabets that are not read in the original alphabet, Ottomani, is often called extra-prone (Ziada tul Hija).For example, in the original Ottomanic writing of letters that are not read (in the book format they are known as extra-passages, or in the case of non-writing of letters which are read, they are called error-prone (Naqs fil Hija). Specific passages are required for confiscation because those characters are verbatim even though they are not formally present and the verbatim of the characters is their reason, so it is necessary to indicate that these letters are consolidated so that they do not arise. These characters are literally aborted.

***Key Words**: Ilm uz Zabt, Ottomanic writing, error prone, merged haroof e madda.*

موضوع کا تعارف

CC BY

مجموعی طور پر اہلِ مغرب اور اہلِ مشرق کے ہاں مختلف قسم کی علاماتِ ضبط رائج ہیں۔ یہ ایک الگ بحث ہے کہ ان میں سے کون سی علاماتِ ضبط قوانینِ ضبط کے مطابق درست ہیں اور کون سی نہیں۔ اگرچہ علم الضبط توقیفی نہیں بلکہ اجتہادی علم ہے، تاہم پھر بھی ہر علم کے کچھ مخصوص اصول و قواعد ہوتے ہیں، اس لئے بہتر یہی ہوتا ہے کہ اس علم سے متعلقہ ہر کام میں اس کے قواعد وضوابط کی پابندی کی جائے۔ بہرِ کیف ہر علاقے کے لوگ اپنے ہاں کی رائج علاماتِ ضبط کو ہی پہچانتے ہیں۔ کیونکہ بچپن سے ہی سب اپنے اپنے علاقے کے مخصوص طریق ضبط کے مطابق قرآنِ کریم پڑھنا سیکھتے ہیں۔ لہٰذا ایک علاقے کے لوگوں کو دوسرے علاقے کے مصحف سے تلاوت کرنے میں یقیناً مشکل پیش آسکتی ہے۔ اگرچہ قرّاء حضرات اور حفّاظِ کرام کے لئے یہ بھی کوئی مسئلہ نہیں۔

عرب اور افریقی ممالک میں علاماتِ ضبط کے استعمال میں عموماً عربی زبان کے قواعد (صرف و نحو) کو بھی ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہے۔ جبکہ بلادِ مشرق میں زیادہ تر صوت و تلفظ کی ضروریات کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ چنانچہ رسمِ عثمانیؓ کی بعض خصوصیات مخصوص قسم کی علامات کی متقاضی ہوتی ہیں۔ مثلاً اصل مصاحفِ عثمانی میں ایسے حروف کا لکھا جانا جو پڑھے نہیں جاتے۔ (کتبِ رسم وضبط میں ان کو "زیادۃ فی الھجاء" کے نام سے جانا جاتا ہے) یا کچھ ایسے حروف کا نہ لکھا جانا جو پڑھنے میں آتے ہیں (ان کو "نقص فی الھجاء" کہا جاتا ہے)۔ اس قسم کے امور بھی مخصوص رموزِ ضبط کے متقاضی ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ حروف لفظاً تو موجود ہوتے ہیں اگرچہ رسماً موجود نہیں ہوتے۔ اور حروف کا لفظاً اثبات ان کے وجود کا متقاضی ہے۔ لہٰذا اس کی نشاندہی کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ یہ وہم نہ پیدا ہو جائے کہ یہ حروف لفظاً و خطاً ساقط ہیں۔ جیسا کہ صاحب الطراز امام التنسی (ت 899ھ) نے لکھا ہے:

"لأنها لما كانت غير موجودة في الرسم، وكان اللفظ يقتضي وجودها، احتيج من أجل ذلك إلى التنبيه عليها؛ لئلا يتوهم أنها ساقطة خطا ولفظا"(1)

یہاں ہم محذوف حروفِ مدہ کے ضبط پر بحث کریں گے۔

حروفِ مدہ تین ہیں الف، واؤ اور یاء۔ اور حروفِ مدہ میں حذف امام الخراز (ت 718ھ) کے نزدیک تین وجوہ سے ہوتا ہے۔

جیسا کہ امام التنسی (ت 899ھ) نے بیان کیا ہے:

"والحذف في حروف المد عند الناظم، إما لاجتماع المثلين أو اختصاراً أو لوجود عوضه من ياء أو واو"(2)

امام الخراز کے نزدیک حروفِ مدہ میں حذف یا اجتماعِ مثلین کی وجہ سے ہوتا ہے یا اختصار کی غرض سے یا واؤ اور یاء میں سے اس کا عوض موجود ہونے کی وجہ سے۔

اجتماعِ مثلین

اگر حذف کا سبب اجتماعِ مثلین ہو تو مثلین میں سے پہلا حرف ساکن ہو گا یا مضموم ہو گا یا مشدد ہو گا۔(3)

اگر مثلین میں سے پہلا حرف ساکن ہو اور دوسرا حرف اصلی ہو یا علامتِ جمع ہو تو اس کے ضبط کی دو صورتیں ہیں:

ا۔ پہلا حرف مرسوم اور دوسرا محذوف

۲۔ پہلا حرف محذوف اور دوسرا مرسوم

اگر پہلے کو مرسوم فی الکتابت اور دوسرے حرف کو محذوف مانیں تو الحاق متعین ہے، اور اگر مثلین میں سے پہلے حرف کو محذوف اور دوسرے کو مرسوم مانیں تو الحاق اور عدمِ الحاق میں اختیار ہے۔(4)

جیسے کلمہ ﴿تَرَآءَا﴾(5) کے متعلق امام ابو داود (ت496ھ) نے لکھا ہے:

"المرسوم في جميع المصاحف أيضاً بألف واحدة بعد الراء"(6)

یہ کلمہ تمام مصاحف میں راء کے بعد ایک ہی الف سے لکھا گیا ہے۔

اس کلمہ میں پہلا الف زائد ہے جبکہ دوسرا الف حرفِ اصلی ہے جو کہ یاء سے بدلا ہوا ہے۔(7)

اگر اس میں پہلے الف کو مرسوم اور دوسرے الف کو محذوف مانیں تو راء کے بعد سیاہ روشنائی کے ساتھ پہلے الف کو لکھ کر اس کے بعد ہمزہ پھر ہمزہ کے بعد سرخ روشنائی کے ساتھ چھوٹا الف لکھ دیا جائے۔ جیسا امام ابو عمرو الدانی (ت444ھ) نے بیان کیا ہے:

"فإذا نقطت هذه الكلمة على الوجه الأول الذي الألف المرسومة فيه البناء جعلت الهمزة نقطة بالصفراء، وحركتها من فوقها نقطة بالحمراء، بعد تلك الألف في السطر، ورسمت بعدها ألف بالحمراء، دلالة على أن بعد الهمزة ألفا ثابتة في حال الانفصال، ساقطة في الاتصال"(8)

جب اس کلمہ کا ضبط پہلے طریقے (جس میں پہلا الف مرسوم مانیں) کے مطابق کریں تو پہلے الف کے بعد ہمزہ کا نقطہ زرد روشنائی کے ساتھ لگا کر اس (ہمزہ) کے اوپر سرخ روشنائی کے ساتھ اس کی حرکت لگا کر اس کے بعد سرخ روشنائی کے ساتھ دوسرا الف لکھ دیا جائے، جو کہ اس بات پر دلالت کرے کہ ہمزہ کے بعد حالتِ انفصال میں الف ثابت ہے جبکہ حالتِ اتصال میں الف ساقط ہے۔

جیسے:

اگر اس میں پہلے الف کو محذوف اور دوسرے الف کو مرسوم مانیں تو اس کا ضبط یوں کیا جائے گا۔ جیسا کہ شیخین (امام الدانی اور امام ابو داود) نے بیان کیا ہے:

"وكيفية نقطه أيضا على الوجه الثاني، الذي تكون الألف المرسومة منهما الألف الثانية المنقلبة، وتكون المحذوفة الأولى التي للبناء، أن تثبت الألف الحمراء بعد الراء، وتجعل الهمزة بالصفراء بعدها، وحركتها عليها بالحمرة، فتقع أيضا الهمزة بين الألفين: الأولى بالحمرة والثانية بالسواد، وهو عكس الأول"(9)

اس دوسرے طریقے کے مطابق اس کا ضبط یوں ہو گا کہ دوسرا الف جو کہ درحقیقت (یاءِ متطرفہ مفتوحہ سے) بدلا ہوا ہے، اسے سیاہ روشنائی کے ساتھ باقی کلمہ کے برابر بڑا کر کے لکھا جائے گا اور پہلا الف جو کہ محذوف ہے اسے راء کے بعد سرخ روشنائی کے

ساتھ چھوٹا کر کے لکھ دیا جائے گا اور اس (پہلے الف) کے بعد ہمزہ کو زرد روشنائی کے ساتھ لگا دیا جائے اور اس (ہمزہ) کے اوپر سرخ روشنائی کے اس کی حرکت لگا دی جائے۔ پس ہمزہ دو الفین کے درمیان واقع ہو جائے گا جو پہلی صورت کے برعکس ہے، یعنی (یہاں) پہلا الف سرخ اور دوسرا سیاہ روشنائی سے لکھا گیا ہے (جبکہ پہلی صورت میں پہلا الف سیاہ اور دوسرا سرخ روشنائی سے لکھا گیا تھا)۔

جیسے: ﴿تَرَٰٓءَا ٱلۡجَمۡعَانِ﴾(10)

یہی مذہب راجح ہے اور شیخین نے اسی کو پسند فرمایا ہے۔(11)

اس دوسری صورت میں عدمِ الحاق بھی جائز ہے۔ یعنی الف محذوفہ کو باریک قلم سے ظاہر کرنے کی بجائے اس کی جگہ پر صرف مد لگا دی جائے۔

جیسا کہ شیخین نے بیان فرمایا ہے:

"وإن شاء الناقط لم يرسمها، وجعل في موضعها مطة. ورسمها أحسن"(12)

اگر ناقط چاہے تو اس (محذوف الف) کو نہ لکھے، اور اس کی جگہ پر (خالی) مد ڈال دے۔ جبکہ اس (محذوف الف) کا (باریک قلم سے) لکھنا زیادہ اچھا ہے۔

جیسے:

ہمارے ہاں پاکستانی مصاحف میں اس کلمہ کا ضبط یوں کیا جاتا ہے کہ پہلا الف مرسوم فی الکتابت اس کے بعد ہمزہ لکھ کر ہمزہ کے اوپر اس کی حرکت لگا دیتے ہیں اور دوسرا الف بالکل غائب اس کی نشاندہی بھی نہیں کرتے گویا یہ لفظ ہی اتنا ہو۔ جیسے:

﴿تَرَآءَ ٱلۡجَمۡعَانِ﴾ ایسے ہی کلمہ ﴿ٱلنَّبِيِّـۧنَ﴾(13) اور اس جیسے دوسرے کلمات ہیں اور ان میں مثلین کا پہلا حرف مشدد ہے جیسے: ﴿ٱلۡأُمِّيِّـۧنَ﴾(14)، ﴿رَبَّٰنِيِّـۧنَ﴾(15)، ﴿ٱلۡحَوَارِيِّـۧنَ﴾(16) بھی بالاتفاق ایک یاء سے لکھے جاتے ہیں۔(17)

ان میں سے پہلی یاء زائدہ ہے جبکہ دوسری یاء جمع کی ہے۔(18) اور ان کے ضبط میں بھی دو وجوہ جائز ہیں۔

(1) پہلی یاء کا حذف (2) دوسری یاء کا حذف

اگر پہلی یاء کو محذوف مانا جائے تو ﴿ٱلنَّبِيِّـِٔينَ﴾ کی ہمزہ کے ساتھ قراءت کرنے والوں (امام نافع) کے مطابق اس کا ضبط یوں ہو گا کہ پہلی یاء کو سرخ روشنائی سے لکھ کر اس کے بعد ہمزہ اور ہمزہ کے نیچے اس کی حرکت لگا دی جائے گی پھر ہمزہ کے بعد دوسری یاء سیاہ روشنائی کے ساتھ نون سے پہلے لگائی جائے گی۔ جیسا کہ امام الدانی نے بیان کیا ہے:

"فإذا نقط ذلك على من همز على الأصل جعلت الهمزة نقطة بالصفراء وحركتها من تحتها نقطة بالحمراء قبل الياء السوداء، ورسم قبل الهمزة وبعد الباء ياء بالحمراء. وإن شاء الناقط لم يرسمها، وجعل مطة في موضعها"(19)

جو ہمزہ کے ساتھ اس کی قراءت کرتے ہیں ان کے مطابق اس کا ضبط یوں ہو گا کہ سیاہ یاء(یعنی مرسوم فی الکتابت یاء) سے پہلے ہمزہ کو زرد روشنائی سے لگا کر اس کے نیچے سرخ روشنائی کے ساتھ اس کی حرکت لگا دی جائے اور ہمزہ سے پہلے اور باء کے بعد یاء(محذوفہ) کو سرخ روشنائی کے ساتھ لگا دیا جائے۔ اور اگر ناقط چاہے تو(یاء محذوفہ) نہ لکھے اور اس کی جگہ (صرف) مد لگا دے۔

جیسے بصورتِ الحاق(یاءِ محذوفہ): بصورتِ عدمِ الحاق

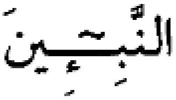

اگر دوسری یاء کو محذوف مانیں تو اس کا ضبط یوں ہو گا کہ پہلی یاء کو سیاہ روشنائی کے ساتھ باء کے بعد لکھ کر اس کے بعد ہمزہ لکھ کر اس کے نیچے اس کی حرکت لگا دی جائے اور ہمزہ کے بعد سرخ روشنائی سے باریک قلم کے ساتھ نون سے پہلے چھوٹی سی یاء (محذوفہ) لگا دی جائے۔ جیسا کہ شیخین نے بیان کیا ہے:

"وعلى الوجه الثاني تجعل الهمزة وحركتها بعد الياء السوداء، وتلحق بعد الهمزة وقبل النون ياء بالحمراء، وهي ياء الجميع. ولا بد من إلحاق هذه الياء من هذا الوجه ليتأدى بإلحاقها المعني الذي جاءت هي والنون لأجله."(20)

اور دوسرے طریقے کے مطابق ہمزہ اور اس کی حرکت سیاہ یاء(مرسوم فی الکتابت یاء) کے بعد لگائے جائیں اور ہمزہ کے بعد اور نون سے پہلے سرخ روشنائی سے یاء(محذوفہ، باریک قلم کے ساتھ) لگا دی جائے۔ اور یہ یاءِ جمع ہے۔ اور اس دوسرے طریقے میں یاء کا الحاق ضروری ہے تاکہ اس(یاءِ محذوفہ) کے الحاق سے اس(یاءِ محذوفہ) کے اور اس کی وجہ سے آنے والے نون کے معنی ادا ہو سکیں۔

جیسے:

اس کلمہ میں ہمزہ کے بغیر قراءت کرنے والوں کے لئے اور اس جیسے دوسرے کلمات میں بھی یاء کے الحاق کی یہی دو صورتیں ہیں۔(21)

پہلی یاءِ محذوفہ کی صورتِ الحاق جیسے:

دوسری یاءِ محذوفہ کی صورتِ الحاق: النَّبِيِّـنَ الْحَوَارِيِّـنَ

الْاُمِّيِّـنَ رَبّٰنِيِّـنَ

امام الدانی(ت444ھ) نے پہلے مذہب (یعنی پہلی یاء کو محذوف ماننے والے) کو اختیار کیا ہے اور امام ابو داود (ت496ھ) نے دوسرے مذہب(یعنی دوسری یاء کو محذوف ماننے والے) کو اختیار کیا ہے(22)۔

پاکستانی مصاحف میں ان کلمات کا ضبط یوں کیا جاتا ہے کہ ایک یاء مشدد لکھ کر اس کے نیچے کھڑی زیر لگا دیتے ہیں۔

جیسے: النَّبِيّٖنَ الْاُمِّيّٖنَ رَبّٰنِيّٖنَ

الْحَوَارِيّٖنَ

ایسے ہی کلمہ ﴿لِيَسُؤْا﴾(23) کو بھی تمام مصاحف میں ایک واؤ کے ساتھ لکھا گیا ہے(24)۔

اس میں پہلی واؤ اصلی ہے جو کہ عین کلمہ ہے اور دوسری واؤ جمع کی ہے اس میں بھی دو وجوہ جائز ہیں(25):

۱پہلی واؤ کا حذف ۲دوسری واؤ کا حذف

اگر پہلی واؤ کو محذوف مانیں تو اس میں الحاق اور عدمِ الحاق کا اختیار ہے۔ جیسا کہ شیخین نے بیان فرمایا ہے:

"فإذا نقط ذلك على الأول المختار جعلت الهمزة نقطة بالصفراء وحركتها نقطة بالحمراء أمامها قبل الواو السوداء، ورسمت واو بالحمرة قبل الهمزة وبعد السين، فتحصل الهمزة بين الواوين الحمراء والسوداء. وإن شاء الناقط لم يرسم تلك الواو، وجعل مطة في موضعها بين السين والهمزة."(26)

اگر اس کلمہ کا ضبط پہلے مذہب (پہلی واؤ کو محذوف مانتے ہوئے) کے مطابق کیا جائے تو اس میں اختیار ہے۔ ہمزہ کو زرد روشنائی کے ساتھ سیاہ(مرسوم فی الکتابت) واؤ سے پہلے لگا کر اس (ہمزہ) کے سامنے سرخ روشنائی کے ساتھ اس کی حرکت لگا دی جائے، اور واؤ(محذوفہ) کو سرخ روشنائی (باریک قلم) کے ساتھ ہمزہ سے پہلے اور سین کے بعد لگا دیا جائے گا۔ اس طرح ہمزہ سرخ اور سیاہ واؤ کے درمیان آتا ہے۔ اور اگر ناقط (حرکات لگانے والا) چاہے تو اس واؤ(محذوفہ) کو(باریک قلم اور سرخ روشنائی کے ساتھ بھی) نہ لکھے اور اس کی جگہ پر ہمزہ اور سین کے درمیان (صرف) مد لگا دے۔

جیسے الحاقِ واؤ کی صورت میں: ﴿لِيَسُؤْا﴾ عدمِ الحاق کی صورت میں:

لِيَسٓـُٔوْا

اگر دوسرے واؤ کو محذوف مانیں تو اس کا ضبط یوں ہوگا جیسے شیخین نے بیان کیا ہے:

"وإذا نقط على الوجه الثاني جعلت الهمزة وحركتها بعد الواو السوداء، ورسمت واو بالحمراء بعدها ، لابد من ذلك ليتأدى بها المعنى الذي جاءت له. فتحصل الهمزة بين الواوين السوداء والحمراء"(27)

اور جب اس کلمہ کا ضبط دوسرے طریقے (دوسری واؤ کو محذوف ماننے) پر کیا جائے تو ہمزہ اور ہمزہ کی حرکت (پہلی) سیاہ (روشنائی سے لکھی ہوئی) واؤ کے بعد لگائی جائے گی اور اس کے بعد سرخ روشنائی سے واؤ (محذوفہ) لگادی جائے گی، اور یہ (واؤ محذوفہ کا لگانا) ضروری ہے تا وہ معنی ادا ہو سکیں جن کے لئے یہ (واؤ یہاں) آئی ہے۔ پس اس طرح ہمزہ سیاہ واؤ اور سرخ واؤ کے درمیان آئے گی۔

جیسے: لِيَسُـــوْءُوا

پاکستانی مصاحف میں بھی اس کلمہ میں دوسری واؤ کو محذوف مانتے ہیں لیکن ان کا طریقِ ضبط اس طرح ہے کہ پہلی واؤ کے بعد ہمزہ لگا کر اس پر الٹا پیش یعنی ضمہ مقلوبہ (جسے ضمہ معکوسہ بھی کہتے ہیں)، لگا دیتے ہیں اسی سے ضمہ مقلوبہ سے ہمزہ کی حرکت کی ادائیگی بھی کرتے ہیں اور واؤ محذوفہ کی بھی۔ جیسے: لِيَسُوْٓءٗا

اگر حروفِ مدہ کے حذف کا سبب اجتماعِ مثلین ہو اور مثلین میں سے پہلا حرف مضموم ہو اور دوسرا حرف ساکن ہو (یعنی دو واؤ جمع ہوں) تو دوسرے (یعنی ساکن واؤ) کو لازمی طور پر حذف کر دیا جائے گا جیسا کہ امام ابو داؤد (ت496ھ) نے بیان کیا ہے:

"أن الأوجه هاهنا أن تكون المرسومة هي الولو الأولى لتحركها، والمحذوفة الواو الثانية لسكونها، من حيث كان الساكن الجامد أولى بالحذف من المتحرك في ذلك"(28)

یہاں بہترین یہ ہے کہ پہلی واؤ متحرک ہونے کی وجہ سے مرسوم فی الکتابت ہو اور دوسری واؤ اپنے ساکن ہونے کی وجہ سے حذف کر دی جائے۔ کیونکہ ساکن وجامد اس میں حذف کا متحرک سے زیادہ مستحق ہے۔

جیسے: ﴿دَاوُدُ﴾(29) ﴿وَلَا تَلۥ◌ۥنَ﴾(30) ﴿مَا وُۥرِيَ﴾(31) ﴿لَا يَسۥ◌تَوُۥنَ﴾(32) ﴿فَأۥ◌وُۥاْ إِلَى ٱلۥ◌كَهۥ◌فِ﴾(33) ﴿ٱلۥ◌غَاوُۥنَ﴾(34) وغیرہ-

پاکستانی مصاحف میں ان کلمات کا ضبط یوں کیا جاتا ہے کہ دوسری واؤ کو حذف کر کے پہلی واؤ پر اس کی حرکت کی جگہ پر ضمہ مقلوبہ لگا دی جاتی ہے جو کہ واؤ مرسومہ کی حرکت اور واؤ محذوفہ دونوں کی نشاندہی کرتی ہے۔

جیسے: دَاوٗدُ وَلَا تَلْوٗنَ مَاوٗرِيَ

لَا يَسْتَوُنَ فَاوٗا الْغَاوُنَ

اختصار

اگر حذف کا سبب اختصار ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ محذوف حرف وسطِ کلمہ ہو (اور یہ الف کی صورت میں ہوتا ہے کیونکہ واؤ اور یاء متطرفہ ہوں تو محذوف ہوتی ہیں) اور اگر اس کے بعد ساکن نہ ہو تو اسے ملحق کر دیا جائے (35)۔ جیسے:

﴿ٱلرَّحۡمَٰنِ﴾(36) ﴿ٱلۡعَٰلَمِينَ﴾(37) ﴿مَٰلِكِ﴾(38) ﴿ٱلصِّرَٰطَ﴾(39)

﴿أَصَٰبِعَهُمۡ﴾(40) ﴿خَٰلِدُونَ﴾(41)

﴿ٱلصَّٰلِحَٰتِ﴾(42) ﴿سَمَٰوَٰتٍ﴾(43) ﴿ٱلۡكَٰفِرِينَ﴾(44) ﴿ٱلشَّيۡطَٰنُ﴾(45)

اگر الف محذوفہ کے بعد حرف ساکن ہو تو الحاق اور عدمِ الحاق دونوں جائز ہیں۔

جیسے الحاق کی صورت میں: ﴿وَٱلصَّٰٓفَّٰتِ﴾(46) اسی پر عمل ہے۔

اور عدمِ الحاق کی صورت: ﴿وَٱلصَّٰٓفَّٰتِ﴾

الف متوسطہ محذوفہ کے الحاق سے پہلے حرف پر اس کی متعلقہ حرکت لگائی جاتی ہے اور بعد میں الف محذوفہ کا الحاق کیا جاتا ہے جیسا کہ مذکورہ مثالوں میں واضح ہے۔ یعنی کلمہ ﴿ٱلۡعَٰلَمِينَ﴾ میں الف محذوفہ ملحقہ سے پہلے حرف عین پر فتحہ لگائی گئی ہے۔ اسی طرح کلمہ ﴿سَمَٰوَٰتٍ﴾ میں پہلے الف محذوفہ ملحقہ سے پہلے حرف میم پر فتحہ لگائی گئی ہے اور پھر دوسرے الف محذوفہ ملحقہ سے پہلے حرف واؤ پر بھی فتحہ لگائی گئی ہے۔ اسی طرح دیگر کلمات میں بھی دیکھیں الف محذوفہ ملحقہ سے پہلے حرف پر فتحہ موجود ہے۔

جبکہ پاکستانی مصاحف میں ایسے صورت میں الف ملحقہ سے پہلے حرف پر حرکت نہیں لگائی جاتی بلکہ اسی الف ملحقہ کو اس سے پہلے حرف پر لگا دیتے ہیں اور اسے کھڑی زبر کہتے ہیں۔ جیسے ذیل کی مثالوں میں دیکھیں:

﴿ٱلۡعٰلَمِينَ﴾ ﴿مٰلِكِ﴾ ﴿خٰلِدُونَ﴾ ﴿ٱلصّٰلِحٰتِ﴾ ﴿سَمٰوٰتٍ﴾

﴿ٱلۡكٰفِرِينَ﴾ ﴿ٱلشَّيۡطٰنُ﴾ وَالصّٰٓفّٰتِ اسی طرح باقی کلمات میں بھی ہے۔

محذوف کا عوض

اگر حذف کا سبب محذوف کے عوض میں واؤ یا یاء کا وجود ہو تو اس کا حکم الحاق ہے، جو عوض میں آنے والے حرف کے اوپر لگایا جائے گا(47) -جیسے:

﴿ٱلصَّلَوٰةَ﴾(48) ﴿ٱلرِّبَوٰاْ﴾(49) ﴿كَمِشۡكَوٰةٍ﴾(50)

﴿ فَسَوَّىٰهُنَّ ﴾(51) ﴿ لَا يَخۡفَىٰ ﴾(52) ﴿ بِسِيمَىٰهُمۡ ﴾(53) ﴿ ذِكۡرَىٰهَآ ﴾(54)

محذوف حرفِ مدہ پر مدِ فرعی (ٓ) کا حکم

اگر حروفِ مدہ رسماً مصحفِ عثمانیؓ سے محذوف ہوں تو مدِ فرعی کے ضمن میں اس کی دو صورتیں ہیں۔(55)

رسماً محذوف حرفِ مدہ کے بعد ہمزہ یا سکون واقع ہو۔ رسماً محذوف حرفِ مدہ کے بعد ہمزہ یا سکون کے علاوہ کوئی حرف ہو۔

اگر رسماً محذوف حرفِ مدہ کے بعد ہمزہ یا سکون ہو تو اس کے ضبط میں دو مذاہب ہیں۔(56)

محذوف حرفِ مدہ کو ملحق کر دیا جائے اور اس کے اوپر علامتِ مد لگا دی جائے۔

جیسا کہ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ (ت496ھ) نے بیان کیا ہے:

"أن يرسم الألف والواو والياء المحذوفات من الرسم بالحمراء، و تجعل المطة عليهن"(57)

یہ کہ جو الف، واؤ اور یاء رسماً محذوف ہوں ان کو سرخ روشنائی سے لکھ دیا جائے ، اور ان پر علامتِ مد لگا دی جائے۔

اسی طرح امام التنسی (ت899ھ) بیان کرتے ہیں:

"أن الحكم فيها أن تلحق بالحمراء لكي يجعل عليها المد، إذ الأصل فيه أن يجعل فوق حروف المد، فإذا لم توجد في الخط ألحقت محافظة على الأصل"(58)

محذوف حروفِ مدہ کا حکم یہ ہے کہ انہیں سرخ روشنائی سے لگا کر ان کے اوپر علامتِ مد لگا دی جائے، اس لئے کہ اصل (طریقہ) یہی ہے کہ (علامتِ مد کو) حروفِ مدہ کے اوپر لگایا جائے، تو جب (حروفِ مدہ مرسوم فی الخط) نہ ہوں تو اصل کی محافظت کے لئے انہیں لگا لیا جائے۔

دوسرا مذہب یہ ہے کہ محذوف حروفِ مدہ کو ملحق نہ کیا جائے(یعنی ظاہر فی الخط) اور ان کی جگہ صرف علامتِ مد لگا دی جائے۔

جیسا کہ امام الدانی (ت444ھ) نے بیان کیا ہے:

"ألا يرسم وَتجْعَل تِلْكَ المطة فِي مَوْضِعه دلَالَة على حذفه من الرَّسْم وثباته فِي اللَّفْظ"(59)

یہ کہ (حروفِ مدہ کو) لکھا نہ جائے اور، ان کے رسماً محذوف اور لفظاً ثبوت پر دلالت کرنے کے لئے ان کی جگہ پر ہی علامتِ مد کو لگا دیا جائے۔

مثالیں:

بصورتِ الحاقِ حرفِ مدہ

﴿لَا يَسۡتَحۡيِۦٓ أَن﴾(60) ﴿فَأۡوُۥٓاْ إِلَى ٱلۡكَهۡفِ﴾(61)

﴿يَٰٓأَبَتِ﴾(62) ﴿وَٱلصَّٰٓفَّٰتِ﴾(63)

اسی کو شیخین نے اختیار کیا ہے اور اسی پر عمل ہے۔

بصورتِ عدمِ الحاق حرفِ مدہ

﴿بِهِ إِن كُنتَ﴾(64) ﴿ وَمَا يَعۡلَمُ تَأۡوِيلَهُۥٓ إِلَّا ٱللَّهُ﴾(65)

پہلا مذہب معمول بہ ہے ،امام الدانی نے دونوں کو صحیح کہا ہے-(66)

اگر رسماً محذوف حروفِ مدہ کے بعد ہمزہ یا سکون کے علاوہ کوئی اور حرف ہو۔

ھاء ضمیر کا صلہ ہو، جیسے: ﴿إنّ ربّه کان به بصیرا﴾(67)

میم جمع کا صلہ ہو، جیسے: ﴿وممّا رزقنٰهم ینفقون﴾(68)

یائے زائدہ ہو، جیسے: ﴿یوم یأت لا تکلّم﴾(69)

تو اس کے ضبط میں بھی دو مذاہب ہیں۔

محذوف حرفِ مدہ کو ملحق کر دیا جائے اور اس پر علامتِ مد نہ لگائی جائے۔

محذوف حرفِ مدہ کو ملحق نہ کیا جائے اور اس کی جگہ صرف علامتِ مد لگا دی جائے۔(70)

مثالیں

بصورتِ الحاقِ حرفِ مد

﴿ مَا حَوۡلَهُۥ ذَهَبَ ٱللَّهُ بِنُورِهِمۡ ﴾(71)

﴿ عَلَىٰ عَبۡدِهِۦ لِيَكُونَ ﴾(72)

﴿ وممّا رزقنٰهمو ینفقون ﴾(73)

بصورتِ عدمِ الحاقِ حرفِ مد

﴿إنّ ربّه کان﴾

﴿وممّا رزقنٰهم ینفقون﴾

﴿یوم یأت لا تکلّم﴾

امام الدانی اور امام ابو داوٗد کے نزدیک دونوں مذاہب درست ہیں،(74) جبکہ امام الدنی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے مذہب کو اختیار کیا ہے۔ اور وہی معمول بہ مذہب ہے۔(75)

پاکستانی مصاحف میں ھاءِ ضمیر پر ھُو کے تلفظ میں ضمہ مقلوبہ لگاتے ہیں، اور ھِي کے تلفظ میں کھڑی زیر لگاتے ہیں۔ جیسے:

(76)

(77)

مِنۢ بَعۡدِهٖ (78)   هٰذِهٖ (79)

خلاصہ بحث

سابقہ بحث کا خلاصہ ذیل کی سطور میں چند نکات کی صورت پیش کیا جاتا ہے۔

مجموعی طور پر اہلِ مغرب اور اہلِ مشرق کے ہاں مختلف قسم کی علاماتِ ضبط رائج ہیں۔ عرب اور افریقی ممالک میں علاماتِ ضبط کے استعمال میں عموماً عربی زبان کے قواعد (صرف و نحو) کو بھی ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہے۔ جبکہ بلادِ مشرق میں زیادہ تر صوت و تلفظ کی ضروریات کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ رسمِ عثمانیؓ کی بعض خصوصیات مخصوص قسم کی علامات کی متقاضی ہوتی ہیں۔ مثلاً کچھ ایسے حروف کا نہ لکھا جانا جو پڑھنے میں آتے ہیں (ان کو "نقص فی الھجاء" کہا جاتا ہے)۔ اس قسم کے امور بھی مخصوص رموزِ ضبط کے متقاضی ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ حروف لفظاً تو موجود ہوتے ہیں اگرچہ رسماً موجود نہیں ہوتے۔ اور حروف کا لفظاً اثبات ان کے وجود کا متقاضی ہے۔ لہٰذا اس کی نشاندہی کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ یہ وہم نہ پیدا ہو جائے کہ یہ حروف لفظاً و خطاً ساقط ہیں۔ چنانچہ درج بالا مقالہ میں محذوف حروفِ مدہ کے ضبط پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ حروفِ مدہ میں حذف یا اجتماعِ مثلین کی وجہ سے ہوتا ہے یا اختصار کی غرض سے یا واؤ اور یاء میں سے اس کا عوض موجود ہونے کی وجہ سے۔ چنانچہ عربی مصاحف میں تو ان محذوف حروف کی نشاندہی کے لئے مختلف طریقے استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً الف محذوف کو "الف قصیرہ" کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے۔ اور یاء محذوفہ کو "یاء قصیرہ" کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح واؤ محذوفہ کو "واؤ قصیرہ" کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے۔ اور پاکستانی مصاحف میں الف محذوفہ کو کھڑی زبر سے، یاء محذوفہ کو کھڑی زیر سے اور واؤ محذوفہ کو الٹے پیش سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ (الٹے پیش کی علامت پاکستانی مصاحف کے علاوہ کہیں نہیں ملتی جبکہ کھڑی زیر کی علامت بھی پاکستانی مصاحف کے علاوہ صرف بعض چینی مصاحف میں ہی ملتی ہے) اور ان کے ممدود ہونے کی صورت میں مختلف انداز سے ان کا ضبط کیا جاتا ہے۔ جیسے بعض تو خالی علامت مد لگا دیتے ہیں اور بعض قصیر حروف لگا کر اس پر مد لگاتے ہیں۔ جبکہ ہمارے پاکستانی مصاحف میں واؤ محذوفہ کی صورت میں ضمہ مقلوبہ اور یاء محذوفہ کی صورت میں کھڑی زیر اور الف محذوفہ کی صورت میں کھڑی زبر لگا کر اسی پر علامتِ مد لگا دیتے ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

1. التنسي، أبو عبد الله محمد بن عبدالله، الطراز في شرح ضبط الخراز: ص259، مجمع الملك فهد، المدينة المنورة، 2008م
2. أيضاً: ص260
3. أيضاً: ص262
4. أيضاً؛ أبو داؤد، سليمان بن نجاح، أصول الضبط: ص182، مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، المدينة المنورة، 1427هـ.
5. سورة الشعراء، 26: 61
6. أصول الضبط: ص181
7. أيضاً
8. الداني، أبو عمرو عثمان بن سعيد، المحكم في نقط المصاحف، دار الفكر، دمشق، الطبعة الثانية، 1407هـ ؛ أصول الضبط: ص182.
9. المحكم: 161؛ أصول الضبط: 182.
10. سورة الشعراء، 26: 61
11. المحكم: ص161؛ أصول الضبط: ص183.
12. المحكم: ص161؛ أصول الضبط: 183.
13. سورة البقرة، 2: 61
14. سورة آل عمران، 3: 75
15. سورة آل عمران، 3: 79
16. سورة المائدة، 5: 111
17. المحكم: ص165
18. أيضاً
19. المحكم: ص166؛ أصول الضبط: ص192.
20. أيضاً
21. أيضاً
22. أصول الضبط: ص192، 193
23. سورة الإسراء،17: 7
24. المحكم: ص168؛ أصول الضبط: ص196.
25. المحكم: ص169؛ أصول الضبط: ص196.
26. المحكم: ص169؛ أصول الضبط: ص197.
27. المحكم: ص169؛ أصول الضبط: ص198.
28. أصول الضبط: ص207
29. سورة البقرة، 2: 251
30. سورة آل عمران، 3: 153
31. سورة الأعراف، 7: 20
32. سورة التوبة، 9: 19
33. سورة الكهف، 18: 21

34. سورة الشعراء، 26: 224
35. المحكم: ص190؛ أصول الضبط: ص210؛ الطراز: ص285.
36. سورة الفاتحة، 1: 1
37. سورة الفاتحة، 1: 2
38. سورة الفاتحة، 1: 4
39. سورة الفاتحة، 1: 6
40. سورة البقرة، 2: 19
41. سورة البقرة، 2: 25
42. سورة البقرة، 2: 25
43. سورة البقرة، 2: 29
44. سورة البقرة، 2: 34
45. سورة البقرة، 2: 36
46. سورة الصافات، 37: 1
47. المحكم: ص189؛ أصول الضبط: ص213؛ الطراز: ص290.
48. سورة البقرة، 2: 3
49. سورة البقرة، 2: 275
50. سورة النور، 24: 35
51. سورة البقرة، 2: 29
52. سورة آل عمران، 3: 5
53. سورة الأعراف، 7: 48
54. سورة النازعات، 79: 43
55. أصول الضبط: ص113
56. المحكم: ص55، أصول الضبط: ص113.
57. أيضاً؛ الداني، أبو عمرو عثمان بن سعيد، النقط:ص134، مكتبة الكليات الأزهرية القاهرة.
58. الطراز: ص119
59. المحكم:ص55؛ أصول ا لضبط: ص114.
60. سورة البقرة، 2: 25
61. سورة الكهف، 18: 16
62. سورة مريم، 19: 42
63. سورة الصٰفٰت، 37: 1
64. سورة الشعراء، 26: 30
65. سورة آل عمران، 3: 7
66. النقط: ص134
67. سورة الإنشقاق، 84: 15
68. سورة البقرة، 2: 3
69. سورة هود، 11: 105

70. الطراز: ص126
71. سورة البقرة، 2: 17
72. سورة الفرقان، 25: 1
73. سورة البقرة، 2: 3
74. الطراز: ص126
75. سمير الطالبين: ص106
76. سورة المائدة، 5: 30
77. سورة المائدة، 5: 95
78. سورة البقرة، 2: 51
79. سورة الأنعام، 6: 138